ہم نے کربلا سے

کیا سیکھا؟

10 مُحَرَّم الحرام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللہ

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف (ترجمہ: میں نے سنّتِ اعتکاف کی نیّت کی)

پیارے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخِلِ مسجد ہوں، یاد آنے پر اِعتِکاف کی نِیَّت کر لیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اِعتِکاف کا ثواب مِلتا رہے گا۔ **یاد رکھئے!** مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سَحَری، اِفطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زم زم یا دَم کیا ہوا پانی پینے کی بھی شَرعاً اِجازت نہیں، اَلبتَّہ اگر اِعتِکاف کی نِیَّت ہو گی تو یہ سب چیزیں ضِمناً جائز ہو جائیں گی۔ اِعتِکاف کی نِیَّت بھی صِرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اِس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رِضا ہو۔ **"فتاویٰ شامی"** میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اِعتِکاف کی نِیَّت کر لے، کچھ دیر ذِکْرُ اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھا پی یا سو سکتا ہے)

درودِ پاک کی فضیلت

حضورِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ رحمت نشان ہے:

زَیِّنُوْا مَجَالِسَکُمْ بِالصَّلَاۃِ عَلَیَّ فَاِنَّ صَلَاتَکُمْ عَلَیَّ نُوْرٌ لَّکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

یعنی تم اپنی مجلسوں کو مجھ پر دُرُود پڑھ کر آراستہ کرو کیونکہ تمہارا مجھ پر دُرُود پڑھنا بروزِ قِیامت تمہارے لئے نُور ہو گا۔ (جامع صغیر، حرف الزای، ص ۲۸۰، حدیث: ۴۵۸۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

بیان سننے کی نیتیں

فرمانِ مصطفےٰ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وسَلَّم: اَفْضَلُ الْعَمَلِ اَلنِّیَّۃُ الصَّادِقَۃُ سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔[1] **اے عاشقانِ رسول!** ہر کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کی عادت بنایئے کہ اچھی نیت بندے کو جنت میں داخِل کر دیتی ہے۔ بیان سننے سے پہلے بھی اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے! مثلاً نیت کیجئے! ☜ عِلْم سیکھنے کے لئے پورا بیان سُنوں گا ☜ با اَدب بیٹھوں گا ☜ دورانِ بیان سُستی سے بچوں گا ☜ اپنی اِصْلاح کے لئے بیان سُنوں گا ☜ جو سُنوں گا دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

غیر مسلم مسلمان ہو گیا...!!

علامہ اِبْنِ حجر مکی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ ذِکْر کرتے ہیں: واقعۂ کربلا کے بعد جب بد بخت یزیدی امامِ عالی مقام، حضرت امام حُسین رَضِیَ اللہُ عنہ کا سَر مبارک نیزے پر بلند کئے ملکِ شام کی طرف لئے جارہے تھے، راستے میں ایک نصرانی راہب (یعنی کرسچین عبادت گزار) کا گزر جا آیا، اُس راہب نے سَرِ انور کو دیکھا تو اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا، لوگوں نے بتایا کہ یہ نواسۂ رسول، حضرت امام حُسین رَضِیَ اللہُ عنہ کا سَر مبارک ہے، یہ سُنتے ہی راہِب تڑپ گیا اور پلید یزیدیوں کے پاس جا کر بولا: تم بُرے لوگ ہو! کیا 10 ہزار اشرفیاں لے کر اس بات پر راضی ہوسکتے ہو کہ ایک رات یہ سَر مبارک میرے پاس رہے؟ یزیدی تو تھے ہی مال کے بھوکے، فوراً راضی ہو گئے۔ راہِب اگرچہ غیر مسلم تھا، البتہ اُس نے سَرِ اَنْوَر کا خوب ادب کیا، اسے

1...جامع صغیر، صفحہ:81، حدیث:1284

غسل دیا، خوشبو لگائی اور رات بھر اپنی گود میں رکھ کر دیکھتا رہا، اس نے سَرِ انور سے ایک نُور آسمان کی طرف بلند ہوتا دیکھا، سَر مبارک کی یہ کرامت دیکھ کر راہِب کا دِل پگھل گیا، سَرِ اَنْوَر سے اُبھرتے نُور نے راہِب کا سینہ روشن کر دیا، اس نے یہ رات روتے ہوئے گزاری اور صبح کو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا، یہ خوش بخت راہب جو اب کلمہ پڑھ کر نانائے حُسَیْن، رحمتِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا غُلام بَن چکا تھا، اس نے اپنا گرجا اور تمام ساز و سامان چھوڑا اور باقی زندگی خدمتِ اَہْلِ بیت میں گزار دی۔[1]

اے عاشقانِ صحابہ واہلِ بیت! نصرانی راہِب نے امامِ عالی مقام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے سَر مبارک کا اَدب کیا تو اسے دولتِ ایمان نصیب ہوئی، دوسری طرف بظاہِر کلمہ پڑھنے والے یزیدی بد بخت لالچی تھے، ان کی حِرْص، دولتِ دُنیا کی ہَوَس انہیں لے ڈُوبی، ان یزیدی بد بختوں نے امامِ عالی مقام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے خیموں سے جو درہم و دینار لوٹے تھے اور جو راہِب سے لئے تھے، اُن کو تقسیم کرنے کے لئے جب تھیلیوں کے منہ کھولے تو کیا دیکھا کہ وہ سب درہم و دینار ٹھیکریاں بنے ہوئے ہیں، اُن ٹھیکریوں کی ایک طرف پارہ:13، سورۂ ابراہیم کی یہ آیت لکھی تھی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ؕ (پارہ:13، سورۂ ابراہیم:42)	ترجَمۂ کنزُالعرفان: اور (اے سننے والے!) ہر گز اللہ کو ان کاموں سے بے خبر نہ سمجھنا جو ظالم کر رہے ہیں۔

اور دوسری طرف پارہ:19، سورۂ شُعَرَاء کی یہ آیتِ کریمہ تحریر تھی:[2]

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ ﴿۲۲۷﴾ (پارہ:19، سورۂ شعراء:227)	ترجَمۂ کنزُ العرفان: اور عنقریب ظالم جان لیں گے کہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔

1...الصواعق المحرقۃ، الباب الحادی عشر، فی فضائل اہل البیت، صفحہ:246۔
2...الصواعق المحرقۃ، الباب الحادی عشر، فی فضائل اہل البیت، صفحہ:246۔

اے عاشقانِ صحابہ و اَہلِ بیت! کیسی عِبْرَت کی بات ہے! امامِ حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے سَر مبارک کا اَدَب کرنے کی برکت سے ایک غیر مسلم کو ایمان کی دولت نصیب ہو گئی اور دوسری طرف یزیدی بدبختوں پر پھٹکار پڑی، ان کے بُرے کرتُوتوں کے نتائج کی ایک ادنیٰ جھلک انہیں دکھائی گئی، ان کے سونے چاندی کے سِکّے ٹھیکریاں بن گئے، یہ قُدْرَت کی طرف سے ایک درسِ عبرت تھا کہ اے بدبختو! تم نے اس فانی دُنیا کی خاطِر دین سے مُنہ موڑا، آلِ رسول پر ظُلْم و سِتَم کا پہاڑ توڑا...!! یاد رکھو! دِین سے تم نے سخت بے پروائی برتی اور جس فانی و بے وفا دُنیا کے حُصُول کے لئے ایسا کیا، وہ بھی تمہارے ہاتھ نہیں آئے گی، تم دُنیا و آخرت میں نقصان اُٹھانے والے ہو گئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

امامِ حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا مختصر تَعارُف و فضائل

پیارے اسلامی بھائیو! امامِ عالی مقام، امامِ تشنہ کام، نواسۂ رسول حضرت امامِ حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بہت بلند رُتبہ ہستی ہیں، آپ کا نام مبارک: حُسَین، کنیت: ابوعبد اللہ اور القاب: سِبْطِ رَسُوْلُ اللہ (یعنی رسول اللہ کے نواسے) اور رَیْحَانَۃُ الرَّسُوْل (یعنی رسول کے پھول) ہیں۔[1]

(1): نانائے حسنین، رحمتِ دارین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: حُسَیْنٌ مِنِّی وَاَنَا مِنْ حُسَیْنٍ، اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا یعنی حُسَین مجھ سے ہے اور میں حُسَین سے ہوں، جو حُسَین سے محبت کرے اللہ پاک اس سے محبت فرماتا ہے[2] (2): ایک حدیثِ پاک میں فرمایا: حَسَن و حُسَین سے جس نے محبت کی، اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے اِن سے دُشمنی کی، اس

1...کراماتِ امام حسین، صفحہ: 3۔
2...ترمذی، ابواب المناقب، صفحہ: 857، حدیث: 3782۔

نے مجھ سے دُشمنی کی[1] (3): بخاری شریف میں روایت ہے، اللہ پاک کے آخری نبی، رسولِ ہاشمی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْيَا حَسَن و حُسَین دُنیا میں میرے دو پھول ہیں۔[2]

(4): اور تِرمذی شریف کی روایت میں ہے: حَسَن و حُسَین جنّتی جوانوں کے سردار ہیں۔[3]

امامِ عالی مقام، امامِ حُسَیْن رَضِیَ اللہُ عَنہ 5 شعبان المعظم، 4 ہجری کو مدینۂ مُنَوَّرہ میں پیدا ہوئے۔[4] 55 سال، 5 ماہ، 5 دِن اس دُنیا میں تشریف فرما رہے، 10 محرم الحرام، 61 ہجری، بروز جمعہ کو انتہائی مظلومیت کے ساتھ شہید کئے گئے۔[5] آپ نے حق پر ثابت قدمی، جواں مردی، استقامت اور صبر و رضا کی لازوال مثال قائم فرمائی۔

زمین و آسمان روئے، خون کی بارش ہوئی

علّامہ اِبْنِ حجر مکی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ ذِکْر کرتے ہیں: جب حضرت امام حُسَیْن رَضِیَ اللہُ عَنہ شہید کئے گئے تو سورج کو گرہن لگا، آسمان سُرخ ہو گیا، تین دِن تک دُنیا پر اندھیرا چھایا رہا، یہاں تک کہ دِن میں تارے نظر آنے لگے، کئی روز تک آسمان سے خُون برستا رہا، اس کے اَثَر سے دیواریں اور عمارتیں رنگین ہو گئیں، جو کپڑا اس سے رنگین ہوا، اس کی سرخی پُرزَے پُرزَے ہونے تک نہ گئی، بیت المقدس میں جو پتھر اس روز اُٹھایا جاتا، اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا، یہ عالَم دیکھ کر لوگوں کو گمان ہوا کہ شاید قیامت قائِم ہو گئی ہے۔[6] غرض زمین

1...مستدرک، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد:3، صفحہ:182، حدیث:4777۔
2...بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین، صفحہ:949، حدیث:3753۔
3...ترمذی، ابواب المناقب، صفحہ:855، حدیث:3775۔
4...امام حسین کی کرامات، صفحہ:3۔
5...سوانح کربلا، صفحہ:170۔
6...الصواعق المحرقۃ، الباب الحادی عشر، فی فضائل اہل البیت، صفحہ:240-241۔

و آسمان میں ایک غم کی کیفیت تھی، تمام دُنیا رنج و غم میں گرفتار تھی، آسمان رویا، زمین روئی، جنّات کے غمگین اَشعار پڑھنے کی آوازیں سُنی گئیں۔ اللہ اکبر!

کربلا دَرْسِ زِندگی ہے

اے عاشقانِ صحابہ و اہلِ بیت! یقیناً کربلا نہایت غمناک اور دِل دِہلا دینے والا واقعہ ہے، مگر یاد رکھئے! کربلا صِرف ایک سانحہ نہیں، سانحے دُنیا میں بہت ہوئے ہیں، ظُلم و سِتَم کی بڑی بڑی داستانیں اس زمین پر رقم ہوئیں مگر وہ سب مٹ گئیں، آج لوگوں کے دِل و دِماغ میں اُن کا خیال تک موجود نہیں، اگر کربلا بھی صِرف ایک سانحہ ہوتا تو تقریباً 1 ہزار 3 سو 82 سال سے بھی زیادہ عرصہ گزرنے کے باوُجُود اسے ذِہنوں میں یُوں تازہ نہ رکھا جاتا، لہٰذا کربلا صِرف ایک سانحہ نہیں، یہ دَرْسِ زِندگی کی پُوری ایک کتاب بھی ہے، واقعۂ کربلا ہمیں کامیابی کے راستے بھی بتاتا ہے، ترقی کے زینے بھی بتاتا ہے، زِندگی کے اُصُول بھی سکھاتا ہے اور عظمت و شان سے جینے کا دَرْس بھی دیتا ہے۔

رسالہ "کربلا کا خونی منظر"

شیخِ طریقت، **امیرِ اہلسنت** حضرت علّامہ مولانا **محمد الیاس عطار قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا ایک رسالہ ہے: **کربلا کا خونی منظر**۔ یہ رسالہ اَصْل میں ایک خط کا جواب ہے، کسی نے **امیرِ اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی بارگاہ میں خط لکھا، جس میں بتایا تھا کہ انہیں نیکی کی دعوت کے رستے میں رُکاوٹوں اور مشکلات کا سامنا ہے، **امیرِ اہلسنت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے اس کے جواب میں کربلا کا خونی منظر بیان فرمایا اور بتایا کہ شہدائے کربلا نے میدانِ کربلا میں جو ظُلم برداشت کئے، جو سِتَم اُٹھائے، یہ سب نیکی کی دعوت دینے کے سبب ہی تھے، لہٰذا جب بھی نیکی کی

دعوت کے رستے میں رُکاوٹ آئے تو امام حُسَین اور آپ کے رُفَقاء رَضِیَ اللہُ عَنْہُم پر ڈھائے گئے یزیدی ظُلْم و سِتَم کا تَصَوُّر باندھ لیجئے! اِنْ شَآءَ اللہُ الْکَرِیْم!! ہمّت و حوصلہ نصیب ہو گا اور نیکی کی دعوت عام کرنے کا جذبہ بھی ملے گا۔

سُبْحٰنَ اللہ! نیکی کی دَعْوت عام کرنا ایک مسلمان کی زِندگی کا ایک اَہَم حِصّہ ہے، کربلا کے واقعہ سے نیکی کی دعوت دینے کا جذبہ بھی ملتا ہے اور اس راہ میں آنے والی رُکاوٹوں کے سامنے استقامت کا پہاڑ بننے، ظُلْم و سِتَم کے پہاڑ ٹُوٹیں یا طنز کے زہریلے تیِر چلیں، ان کا ڈَٹ کر سامنا کرنے کا حوصلہ بھی ملتا ہے۔

غَیْر مسلموں کے تَصَوُّرات

ایک غیر مُسْلِم تھا، اس پر بہت ظُلْم و سِتَم ہوئے، وہ کہتا ہے: میں نے 20 سال تک جیل کاٹی، ناحق ظُلْم برداشت کئے، ایک رات میں نے فیصلہ کیا کہ میں ظالِم کے سامنے جھک جاتا ہوں، پھر اچانک مجھے حضرت امام حُسَین (رَضِیَ اللہُ عنہ) اور کربلا کا واقعہ یاد آیا، بَس! اسی سے مجھے حوصلہ ملا اور میں ظالِم کے سامنے ڈَٹ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک اور غیرِ مسلم کہتا ہے: **کربلا وہ واحِد جنگ ہے جس نے شہادت کے ساتھ ساتھ انسانوں کو اَخلاقی سبق بھی عطا کیا ہے۔**

اللہ اکبر! **اے عاشقانِ صحابہ و اہلِ بیت!** یہ غیر مسلم ہیں، جو کربلا سے سبق سیکھ رہے ہیں، امام حُسَیْن رَضِیَ اللہُ عنہ کی بے مثال استقامت کو یاد کر کے حوصلے بلند کر رہے ہیں۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ کربلا صِرْف ایک سانحہ نہیں، ایک دَرْس بھی ہے، ایک سبق بھی ہے، واقعۂ کربلا ہمیں زِندگی کے اُصول بھی بتاتا ہے اور اور شان سے جینا بھی سکھاتا ہے۔

سَر! یہ سب تو ہمیں کربلا بھی سکھاتی ہے...!!

ایک اسلامی بھائی کہتے ہیں: میں B.A میں پڑھتا تھا، B.A کی انگلش میں ایک ناوِل پڑھایا جاتا ہے، ایک دِن ٹیچر نے اس ناوِل کے متعلق لیکچر (Lecture) دیا، کہنے لگے: اس ناوِل کا مصنف ایک یورپین مُفَکِّر ہے، دوسری عالمی جنگ میں یہ ایک فوجی کے طور پر شریک ہوا تھا، دوسری عالمی جنگ کے بعد یورپ میں جو انقلاب آیا، یورپ نے جو ترقی کی، اس انقلاب اور ترقی کی بنیاد جن نظریات پر تھی، وہ نظریات پیش کرنے والے مفکرین میں ایک مُفَکِّر اس ناوِل کا مصنف بھی ہے، مصنف نے اس ناوِل میں اپنے مخصوص انداز میں کامیابی کے اُصُول اور ناکامی کے اسباب بیان کئے ہیں۔ پھر ٹیچر نے اس ناوِل کے متعلق لیکچر شروع کیا؛ مصنف کہتا ہے: اگر ہم نے زِندگی کے سَفَر میں کامیاب ہونا ہے تو اس کے لئے صبر اور برداشت کی سخت ضرورت ہے، ہمیں کامیابی کے لئے تحمل مزاج یعنی قوتِ برداشت والا ہونا چاہئے، کامیابی کے لئے ہم دوسروں پر بھروسا نہیں کرسکتے، ہمیں خود پر اعتماد کرنا ہوگا لیکن اس کے ساتھ ساتھ زیادہ خود اِعتمادی (Over confidence) سے بھی بچنا ہوگا وغیرہ۔

اسلامی بھائی کہتے ہیں: ٹیچر ناوِل کی سٹوری سے ملنے والے سبق بتا رہے تھے اور میرے ذِہن میں واقعۂ کربلا چل رہا تھا، جیسے ہی ٹیچر نے اپنا لیکچر ختم کیا تو میں بے ساختہ بولا: **سَر! یہ سب کچھ تو ہمیں کربلا بھی سکھاتی ہے**، امام حُسَین رَضِیَ اللہ عَنہ نے ہمیں صرف صبر بتایا نہیں، کرکے دکھایا، حِلم، بُردباری، قُوَّتِ برداشت، خود اعتمادی وغیرہ یہ سب وہ باتیں ہیں جو امام حسین رَضِیَ اللہ عَنہ نے ہمیں لکھ کر اگرچہ نہیں دِیں مگر کرکے ضرور دکھائی ہیں۔

میری یہ بات سُن کر ٹیچر حیرت میں پڑ گئے، پھر کچھ دیر بعد بولے: ہاں! واقعی...!! یورپین مُفَکِّر نے ہمیں کہانی لکھ کر سمجھایا مگر امامِ حُسَین رَضِیَ اللہ عَنہ نے یہ سب کچھ عملی طَور پر کرکے دِکھا دیا ہے۔

کامیابی کے 3 اُصول

اسی طرح ایک غیر مسلم مُفَکِّر ہے، اُس نے اپنے طَور پر ایک تجزیہ کیا اور کہا: زِندگی میں کامیابی کے 3 اُصول ہیں: (1): بُھوک برداشت کرنے کی طاقت (2): انتظار (3): سوچنے سمجھنے کی صلاحیت۔ یہ تین اُصول ایک غیر مسلم مُفَکِّر نے بیان کئے، ذرا اِن تینوں اُصُولوں کو سامنے رکھ کر واقعۂ کربلا کو ذِہن میں لائیے! کربلا میں ہمیں یہ تینوں باتیں ملتی ہیں:

(1): غیر مسلم مُفَکِّر نے کہا: کامیابی کے لئے بھوک برداشت کرنے کی طاقت ضروری ہے، میدانِ کربلا میں ہم دیکھتے ہیں: سخت گرمی ہے، ریگستان ہے، دہکتی ہوئی زمین ہے اور دِن کی سخت بھوک پیاس ہے، امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ سے لے کر ننھے شہزادے حضرت علی اَصْغَر رَضِیَ اللہُ عنہ تک سب پیاسے ہیں، خالی پیاس ہوتی تو اور بات تھی، یہاں حالتِ پیاس میں جنگ بھی ہے، اپنی طرف سے جنگ کرنے کا کوئی اِرادہ بھی نہیں ہے، اللہ و رسول کی عطا سے سب کچھ کرنے کی ہمت و طاقت بھی ہے، اِختیار بھی ہے مگر قربان جائیے! سخت پیاس بھی ان بُلند رُتبہ ہستیوں کے پاؤں اُکھاڑ نہیں پاتی، تازَہ دَم یزیدی لشکروں کی یلغار انہیں راہِ حق سے ہٹا نہیں پاتی، آلِ رسول کے شیر صفت جوان سخت پیاس کے باوُجُود یزیدیوں کے پرخچے اُڑاتے ہیں، یہ ان کی بے مثال استقامت اور باکمال قُوّتِ برداشت ہے کہ یہ پیاسے رِہ کر بہادری کے جوہَر دکھاتے ہوئے شہادت کو تو گلے سے لگا لیتے ہیں مگر حق بات سے ذَرّہ برابر بھی پیچھے نہیں ہٹتے۔

(2): غیر مسلم مُفَکِّر نے دوسری بات کہی کہ کامیابی کے لئے انتظار ضروری ہے، یعنی جو بندہ کامیابی کا طلب گار ہے، وہ صبر سے کام لے، اطمینان کے ساتھ دُرُست وقت کا انتظار کرے، کسی لمحے بھی بے صبری نہ دکھائے۔ یہ بات بھی امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ کی پاکیزہ سیرت

میں دیکھئے! انسان پر زِندگی میں دُکھ آتے ہیں، غَم آتے ہیں لیکن اگر دُکھ اور غم کی خبر پہلے سے مِل جائے تو وہ غم صِرف غَم نہیں رہتا، وبالِ جان بَن جاتا ہے، مثال کے طور پر ہم میں سے ہر ایک کو موت آنی ہے، اگر کسی کو پہلے سے بتا دیا جائے کہ تمہارے پاس صِرف ایک دِن باقی ہے، اگلے دِن تمہیں موت آجائے گی تو شاید وہ ایک دِن بھی ہمارے لئے وبالِ جان بَن جائے گا، چہرے پر مایُوسی پھیل جائے گی، دِل غَم میں ڈُوب جائے گا، کچھ کھانے پینے کو دِل نہیں چاہے گا مگر قربان جائیے! امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ کے صَبر و استقامت پر...!! امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ کی وِلادت ہوتی ہے، ساتھ ہی جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام شہادت کی خبر لے کر حاضِر ہو جاتے ہیں، ابھی امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ کا بچپن ہے، آپ کی شہادت کی خبریں مشہور ہو چکی ہیں، آپ نے 55 سالہ زِندگی کربلا کی ہوشربا تکلیفوں کو سامنے رکھتے ہوئے گزاری، آپ جانتے تھے کہ کربلا کے میدان میں شقی وبدبخت لوگ انتہائی ظالمانہ انداز میں مجھے شہید کر دیں گے مگر مجال ہے کہ امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ کی استقامت میں کوئی فرق آئے، 55 سالہ مبارک زِندگی میں کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ہے کہ جب امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ نے بے صَبری کا مظاہرہ کیا ہو، آپ نے کبھی بھی یہ دُعا نہیں کی کہ یا اللہ پاک! مجھے اس آزمائش سے نجات عطا فرما، آپ نے صبر و استقامت کے ساتھ 55 سالہ زِندگی کربلا کے انتظار میں بَسَر فرمائی اور بالآخر میدانِ کربلا میں اپنے نانا جان، رحمتِ رحمٰن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے دِین پر پہرا دیتے ہوئے نہایت عزّت وشان کے ساتھ رُتبۂ شہادت کو سینے سے لگا لیا۔

(3): غیر مسلم مُفَکِّر نے تیسری بات کہی کہ جو کامیابی کا طلب گار ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو، یعنی اُس پر کیسا ہی کڑا وقت کیوں نہ آ جائے، وہ اپنے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو ماند نہ پڑنے دے، ہر وقت، ہر حال میں سوچ سمجھ

کر بہتر سے بہترین فیصلہ کرے۔ یہ ایک بہت مشکل کام ہوتا ہے، ہمارے ہاں کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اس کے اَہلِ خانہ کو، والدین کو بہت سنبھل کر طریقے سے خبر دینی ہوتی ہے کہ کہیں اچانک غم کی خبر سُن کر ہوش ہی نہ کھو بیٹھیں مگر قربان جائیے! امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ کی ہمّت اور حوصلے کی کیا شان ہے...!! آپ حضرت علی اَصغَر رَضِیَ اللہُ عنہ کا لاشہ مبارک اپنے ہاتھوں پر اُٹھاتے ہیں، حضرت علی اکبر رَضِیَ اللہُ عنہ کا لاشہ مبارک اُٹھاتے ہیں، بھائی، بھتیجے، بھانجے، 72 تَن میدانِ کربلا میں امامِ حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ کی آنکھوں کے سامنے شہید ہوتے ہیں، آپ خود اُن کے مبارک لاشے اُٹھا کر خیموں کے پاس رکھتے ہیں، ایسے غم اور پریشانی کے باوُجُود ہوش و حَواس سلامت ہیں، فیصلہ کرنے کی طاقت بحال ہے، تاریخ کی کسی کتاب سے دُنیا کا کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا کہ امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ نے میدانِ کربلا میں غم کی شِدَّت کے سبب کوئی ایک فیصلہ بھی شریعت کے خِلاف کیا ہو، نہیں! نہیں...!! غَم کی آندھیاں چل رہی ہیں، ظُلم و سِتَم کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں اور نواسۂ رسول قرآن و سُنّت کو مضبوط تھامے ہر ہر قدم عین شریعت کے مطابق اُٹھاتے ہیں، آخر شہادت کو سینے سے لگا لیتے ہیں مگر آپ کی ہمّت اور حوصلے میں ذَرَّہ برابر بھی کمی نہیں آتی۔

اے عاشقانِ رسول! یہ سب باتیں عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ دیکھئے! آج کے مفکرین کامیابی، ترقی اور انقلاب کے جو راستے دکھاتے ہیں، لمبے لمبے لیکچر (**Lecture**) دیتے ہیں، یہ سب باتیں آج سے تقریباً 1387 سال پہلے سال پہلے شہزادۂ کونین، امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ کرکے دِکھا چکے ہیں، میدانِ کربلا میں یہ سب نظریات موجود ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

کیا ہم واقعی حسینی ہیں...؟؟

اے عاشقانِ رسول! ہم نے سُنا! کربلا ایک دَرسِ زِندگی ہے، آج کے مفکرِین جو نظریات بیان کر کے اپنی دُکان چمکاتے ہیں، امامِ عالی مقام، امام حُسَیْن رَضِیَ اللہُ عنہ وہ سب کچھ ہمیں پہلے سے میدانِ کربلا میں کر کے دِکھا چکے ہیں۔ اب ہم نے غَور یہ کرنا ہے کہ کیا ہم نے بھی امام حُسَیْن رَضِیَ اللہُ عنہ سے، کربلا سے کچھ سیکھا یا نہیں...؟؟ امامِ عالی مقام، امام حُسَیْن رَضِیَ اللہُ عنہ بُلند رُتبہ ہستی ہیں، یقیناً ہر عاشقِ رسول امام حُسَیْن رَضِیَ اللہُ عنہ سے محبّت بھی کرتا ہے، خُود کو حسینی کہتا بھی ہے اور اپنے حسینی ہونے پر فخر بھی کرتا ہے، بِلاشُبہ حسینی ہونا، امامِ حُسَیْن رَضِیَ اللہُ عنہ سے محبّت وعقیدت رکھنا بہت بڑی سَعادت ہے۔

مگر بہت افسوسناک بات ہے، لوگوں کی ایک بھاری تعداد ہے، جو صِرف مُحَرَّمُ الحرام میں، وہ بھی فقط دِینی اجتماعات میں اور یہاں بھی محض زبانی کلامی حسینی ہوتے ہیں۔ ہم غور کریں! کیا ہم واقعی حسینی ہیں؟ کیا ہم گھر میں بھی حسینی ہوتے ہیں؟ گلی میں، محلے میں، دُکان پر، کاروبار کرتے ہوئے، دفتر میں، دوستوں کی محفل میں کیا ہم حسینی ہوتے ہیں؟ جیسے اَخلاق، جیسا کردار، جیسی پاکیزہ عادات امام حُسَیْن رَضِیَ اللہُ عنہ کی تھیں، کیا ہم امام حسین رَضِیَ اللہُ عنہ کی پیروی میں ویسے اَخلاق، ویسا کردار، اُن جیسی عادات اپنانے کی کوشش کرتے ہیں؟ عِلْمِ دِین کا وہ مبارک سمندر جو امام حُسَیْن رَضِیَ اللہُ عنہ کے سینے میں موجزَن تھا، کیا ہم وہ عِلْم سیکھنے کی طرف بڑھتے ہیں؟ ہم دِینی اجتماعات میں آکر امام حُسَیْن رَضِیَ اللہُ عنہ کی شان و عظمت کے نعرے لگاتے ہیں، بہت اچھی بات ہے مگر جب ہم گھر جا کر اپنے بچوں کے ہاتھ میں موبائل دیتے ہیں، انہیں *T.V* چلا کر دیتے ہیں، کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ اس موبائل اور اس *T.V*

کے ذریعے کیا ہم اپنے بچوں کو حسینیت دے رہے ہیں؟ ہمارا بچہ جب کندھوں پر کتابوں کا بستہ ڈال کر پڑھنے جاتا ہے، کیا ہم نے کبھی سوچا کہ کیا ان کتابوں کے اندر حسینیت موجود ہے یا نہیں؟

الحمدللہ! ہم امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ کو مانتے بھی ہیں، امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ سے محبّت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، خود کو حسینی کہتے بھی ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں مگر افسوس! ہم کربلا سے سبق حاصِل نہیں کرتے، امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عنہ کے نقشِ سیرت پر چلنے کی کوشش نہیں کرتے، ہمارا کردار، ہمارے اَخلاق، ہمارے طَور طریقے ہمارے حسینی ہونے کی گواہی نہیں دیتے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اے عاشقانِ رسول! 10 محرم الحرام کو شہیدوں کے سردار، حضرت امام حسین رَضِیَ اللہُ عنہ کے ایصال ثواب کا اہتمام کیجئے، گھروں میں محافل کا اہتمام کریں اور 11 ویں شریف کو حسینی سید، حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کے ایصال ثواب کا بھی اہتمام کیجئے ۔ امیرِ اہلسنت **حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادِری** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: تاجر اپنی روزانہ کی بِکری (*Sale*) کا ایک فیصد جبکہ تنخواہ پانے والا اپنی ہر تنخواہ کی رقم سے کم از کم 2 فیصد نکالے اور ماہانہ 11 ویں شریف کی نیاز کرے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہُ الْکَرِیْم! اُس کی روزی میں بَرَکت ہو گی۔ (اگر گھر میں نیاز کرنے میں رُکاوٹ ہو تو کسی بھی نیک کام میں وہ رقم خرچ کر دیجئے۔)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد